بقدر ضرورت* ذیل مین بضمن حاشیہ نقل کر دیا ہے - طالب تفصیل کلام اصل پرچہ تہذیب الاخلاق کیطرف مراجعت کرے -

ہر چند آنریبل صاحب سے اس عمدہ اصول پر عمل نہین ہوا اور نہ اس وعدہ کا ایفا ہوا انہون نے اسلام کے مسائل مذہبی مین ایسے طور پر دست اندازی کی ہے کہ اس سے دم نقدہ سر دست اسلام کو سخت نقصان پہنچا ہے اور بعض ایسے مسائل (جیسے وجود ملائکہ) مین دست اندازی کی ہے جنکو قیامت تک کسی علم مشرقی یا مغربی منطق یا فلاسفے سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ تہا - آنریبل صاحب نے قبل از مرگ واویلا شروع کر دیا یا آب ندیدہ موزہ از پا کشیدہ پر عمل کیا اور ان مسائل مین بے جا تعرض کر کے دم نقد اسلام کو نقصان پہنچایا اسکی تفصیل معہ دلیل اشاعۃ السنہ نمبر ۵ جلد ۵ مین بخوبی ہو چکی ہے - ولیکن اسمقام مین ہم کو انکی عدم تعمیل و کارگذاری سے بحث نہین ہے یہ جو اصول انہون نے بیان کیا ہے وہ ہمارے بیان کا سراسر مصدق ہے -

اتنی دور کیون جائین اپنے ہی مخاطب نکتہ چین مولف کتاب مسلمانان کی کلام کیون نہ دیکہین - انہون نے خود ترقی کرنی والی اقوام یوروپ کے پیروی کو صرف معاشرت سے مخصوص اور اسمین منحصر کر دیا ہے اور مذہبی تقلید کو اس سے مستثنے فرمایا ہے - چنانچہ اخبار کوہ صفحہ ۶۹۸ کالم ۲ سطر ۲۱ مین

---

* وہ یہ ہے کہ ہمارے احباب معترض یا ہمارے مخالف ہم کو کافر و مرتد و زندیق و کرسٹان سمجہتے ہون لیکن مین اپنے تئین نہایت پکا مسلمان سمجہتا ہون - یہہ بہی میرا خیال ہے کہ مسلمانون مین جو قوم کا اطلاق کیا جاتا ہے وہ ملک یا نسل کے لحاظ سے نہین کیا جاتا بلکہ صرف مذہب کے سبب سے کیا جاتا ہے اور اسلئے کسی ملک و نسل کا آدمی ہو جب وہ مسلمان ہے تو ایک قوم ہے پس جب ہم قوم مسلمان کی ترقی اور رفاہ و فلاح چاہتے ہین تو ہمپر فرض ہے کہ ہم اسمین بہی کوشش کرین کہ وہ لوگ مسلمان رہین کیونکہ اگر مسلمان نہ رہین اور ترقی کرین تو وہ ترقی ہماری قوم کی ترقی نہو گی -"

(تہذیب الاخلاق جمادی الثانی ۱۲۵۷ھ)

راقم ریویو نے یہ کلام نقل کیا ہے جسکا ٹھیک ٹھیک مطلب یہ ہے کہ مذہب مین پیروی اقوام یوروپ جائز نہین ہے۔ کیونکہ اس سے مذہب کو نقصان پہنچتا ہے۔ جو ترقی قومی کے منافی ہے۔ معلوم نہین (مولوی صاحب نے یہ بات کہکر وہ بات کیونکر کہی یہ بات بھول گئے یا وہ بے سوچے قلم سے نکل گئی۔ اور یہ بشہادت اس بیان بابرہان اور باعتراف قومی ترقی خواہان بلکہ باقرار نکتہ چینان تصانیف نواب صاحب والاشان یہ امر ثابت و محقق ہے کہ مذہبی ترقی بھی قومی ترقی کا جزو ہے۔ اور قومی ترقی بدون ترقی مذہبی ناممکن و متصور ہے تو پھر اگر نواب صاحب ممدوح نے اپنی تصانیف مین مذہب کو ترقی دی۔ اور مذہبی مسایل کی حفاظت و اشاعت کی تو انکی تصانیف بیشک انبار بے سود کہنا کیونکر صحیح ہے اور انکو ترقی قومی اہل اسلام سے خارج و بے دخل ٹھہرانا کیا معنے رکھتا ہے کہ مولوی صاحب انکی نسبت ایسے الفاظ نامناسب فرماتے ہین۔

اب رہا یہ امر کہ تصانیف نواب صاحب نے مذہبی ترقی کی ہے یا نہین اور ان تصانیف سے مذہبی مسایل کی حفاظت و اشاعت ہوئی یا نہین جیسکہ انسے پہلے دینی تصانیف علماء سلف و خلف سے مذہبی ترقی و اشاعت ہوئی ہے۔ اسکا تصفیہ ہم عموماً ناظرین اور خصوصاً حضرات نکتہ چین پر چھوڑتے۔ اور منجملہ تصانیف نواب صاحب دس مین سے کتابونکا نام ایک نقشہ کے ضمن مین بتا دیتے ناظرین و حضرات نکتہ چین برائے خدا دو چار برس لگا کر ان کتابونکا مطالعہ کر کے خود ہی ہم کو بتا دین کہ ان کتابون مین حمایت اشاعت و ترقی دین پائی جاتی ہے یا نہین اور اسکا نفع دین مین اون کتب دینیہ سے جن سے پہلی تصنیف ہو چکی کچھ کم ہے یا انسے زیادہ؟

اغلب صاحب مولوی نے مذہبی تقلید کو اس سے مستثنے کر دیا ہے صرف معاشرت کی پیروی کو لائق بتایا ہے۔ کوہ نور جلد ۳ صفحہ ۶۹۸

نقشہ بعض مولفات نواب صاحب بہوپال سلمہ اللہ بالتوفیق الاقبال

نمبر	نام کتب	علم	زبان	کیفیت
۱	فتح البیان فی مقاصد القرآن	تفسیر	عربی	چار مجلد مین ہے کہ ہر ایک اسمین سے تقریباً ہزار ہزار صفحہ مین ہے صحت و سند مین سابقہ سب تفسیرون سے فایق ہے۔
۲	عون الباری شرح تجرید مختصر بخاری	حدیث	″	۸ مجلد مین ہے جو اکثر پانچ پانچ سو صفحہ مین ہے اسمین مقاصد صحیح بخاری کو جو قرآن کے دوسرے درجہ مین ہے حل کیا ہے۔
″	مسک الختام شرح بلوغ المرام	″	فارسی	گیارہ سو صفحہ مین ہے اسمین حدیث و مذاہب فقہیہ کی عمدہ تحقیق ہے۔
۴	اکسیر فی اصول التفسیر	تفسیر	″	۱۲۰ صفحہ مین ہے اسمین مسایل تفسیر اتقان و فوز الکبیر وغیرہ مولفات سلف و خلف کو عمدگی سے جمع کیا ہے۔
۵	منہج الوصول	اصول حدیث	″	۲۲۳ صفحہ مین ہے یہ کتاب اصول حدیث مین جامع کتاب ہے۔
۶	ہدایت السایل	فقہ حدیث	″	۵۲۲ صفحہ مین ہے اسمین ادق و معرکہ آرا ۱۰۷ مسایل فقہیہ کو بطور سوال و جواب بیان کیا ہے
۷	اتحاف النبلاء	تاریخ	″	۴۴۴ صفحہ مین ہے اسمین ائمہ محدثین و فقہاء کے تاریخی حالات اور اُنکے مصنفات کو بیان کیا ہے۔
۸	افادۃ الشیوخ بمقدار الناسخ والمنسوخ	اصول و تفسیر	″	۸۴ صفحہ مین ہے اسمین تمام ناسخ و منسوخ آیات و احادیث کو ایسی طور پر ذکر کیا ہے کہ گویا دریا کو کوزہ مین جمع کیا ہے
۹	حصول المامول	اصول فقہ	عربی	۱۲۰ صفحہ مین ہے اسمین اصول فقہ کے مسایل کثرت سے وارد کیے ہین

نمبر	نام کتاب	علم	زبان	کیفیت
۱۰	روضہ ندیہ	فقہ حدیث	رر	۳۲ صفحہ مین ہی اسمین اون مسایل فقہیہ کو جو ظاہر حدیث کی موافق ہین معہ بیان اختلاف مذاہب مدلل کیا ہی۔
۱۱	حجج الکرامۃ	تاریخ	فارسی	۵۰۰ صفحہ مین ہی اسمین تاریخ کے علاوہ مسایل دینی بہی کثرت سی ہین۔
۱۲	ظفر اللاضی	فقہ	عربی	۱۶۰ صفحہ مین ہی اسمین اون احکام اسلام کا بیان ہی جنکی رعایت قاضیونپر واجب ہی۔
۱۳	ذخر المحتی	فقہ	عربی	۱۱۰ صفحہ مین ہی اسمین مفتیونکی لیے واجب الرعایت احکام اسلام بیان ہی
۱۴	نقطۃ العجلان	تاریخ	عربی	۱۰۰ مین ہی اسمین تاریخی حالات کے علاوہ مسایل اسلامی کثرت سے ہین۔
۱۵	فتح المغیث	فقہ حدیث	اردو	اسمین اون مسایل فقہیہ کا بیان ہی جو حدیث سی ثابت ہین۔
۱۶	ریاض المرتاض	سلوک و تصوف قدیم	فارسی	۳۲۸ صفحہ مین ہی اسمین وہ سلوک بیان ہوا ہے جو کتاب و سنت سے ثابت ہے۔
۱۷	رحلۃ الصدیق	فقہ	عربی	۹۲ صفحہ مین ہی اسمین مسایل حج و عمرہ بیان ہوئی ہین۔
۱۸	موائد العوائد	حدیث	فارسی	۲۵۴ صفحہ مین ہی اسمین مختلف مضامین کے احادیث کو بحذف اسناد وارد کیا ہی۔
۱۹	جنۃ فی الاسوۃ والحسنۃ بالسنۃ	اصول فقہ	عربی	۱۰۸ صفحہ مین ہی اسمین اتباع سنت و تقلید کے مسایل کو بلا خطاب خاص کسی شخص یا فرقہ کے بیان کیا ہی۔
۲۰	شرح الاعتقاد الصحیح	عقاید	عربی	۷۶ صفحہ اسمین اہل سنت کے عقاید قدیمہ کا بیان ہی۔

اس قسم کی اور ان مضامین کی کتابین مولفہ نواب صاحب اور بہت ہین جنکی تعداد ہمارے علم مین سو کے قریب ہے حضرات نکتہ چین ایمان و انصاف کو پیش نظر رکہکر کہین کہ کیا یہ کتابین

بے سود ہین اور اہل اسلام کا انہین دینی فایدہ نہین ہے۔ ایسا کہین تو براہ مہربانی یہ بھی ہم کو بتاوین کہ انکے مقابلہ مین اور کون سی کتابین سود مند ہین جنسے مسلمانون کو دینی فایدہ ہو انسے کب مولنا نواب صاحب کا موازنہ و مقابلہ کیا جاوے گا۔ اور عام مسلمانون کو انکے مقابلہ مین انکا مفید و غیر مفید ہونے کا بتایا جاویگا۔

بالجملہ جو کچھ موہانی صاحب نے نواب صاحب کی تالیفات کی نسبت کیا ہے اسکو صحت و نفس الامر سے کچھ بھی تعلق نہین ہے ہم امید کرتے ہین کہ موہانی صاحب اس اپنی رائے کو واپس کر لینگے یہ حیرت و حق پرستی حاصل ہو تو اسپر نظر ثانی تو ضرور کرینگے۔

(باقی آیندہ)

ریویو
ترجمان وہابیہ
پر

یہ کتاب بفیصت نصاب نواب صاحب بھوپال کی تصنیف ہے اسمین نواب صاحب ممدوح نے ثمرۂ اہلحدیث رعایا گورنمنٹ انگلشیہ سے جو وہابیت سے متہم ہین کمال ہمدردی کی ہے اور یہ ثابت کردی ہے کہ اہلحدیث ہندو وہابی نہین نہ مذہبی اور لغوی معنے وہابیت (عبدالوہاب نجدی کا دین مین پیرو ہونا) اپر صادق آتے ہین۔ اور نہ پولیٹکل معنے (سرکار انگلشیہ کا باغی ہونا) اسمین پائے جاتے ہین۔ مذہب مین تو وہ کتاب و سنت کے پیرو اور اسکی طرف منسوب ہین جہان سب مذاہب کا سلسلہ منتہی ہوتا ہے

اطاعت و عدم بغاوت سلطنت مین وہ ایسے سچے و ثابت قدم ہین کہ مسلمانون بلکہ کسی مذہب مین کوئی فرقہ یا شخص اس اطاعت مین انکے برابر نہین۔ کیا مجنے وہ لوگ بغاوت گورنمنٹ جسکے ظل حکومت مین با امن اوقات بسر کرتے ہون بحکم

نصوص قرآن وحدیث حرام جانتے ہین اور اس اعتقاد کو اپنے مذہب کا جزو سمجھتے ہین اور یہ بات اُنکے سوائے کسی فرقہ اسلامی یا غیر اسلامی مین پائی نہین جاتی ہے۔ گو بغاوت گورنمنٹ سب کے نزدیک جرم و ناجایز امر ہے۔ ان لوگون کو وہابی (بمعنے لغوی و مذہبی خواہ بمعنے پولیٹکل و سرکاری) کہنا اون ہی لوگونکا کام ہے جنکو خود اصل مذہب (کتاب و سنت) کی پابندی اور سلطنت کی خیر خواہی حاصل نہین ہی۔

اس کتاب مین ایک دیباچہ ایک مقدمہ چند فصول اور ایک خاتمہ ہے ہم اسکے دیباچہ کو اسمقام مین بعینہ نقل کرنا اور مابقی کا ماحصل بیان کرنا اس غرض سے مناسب جانتے ہین کہ اس کتاب کی خوبی بحکم مشک آنست کہ خود بوید نہ کہ عطار بگوید۔ خود اسی سے ظاہر ہو۔ جناب ممدوح شروع دیباچہ مین فرماتے ہین۔

خدا کا نام بہی نام خدا کیا راحت جان ہے — عصائے پیر ہے تیغ جوان ہی خرد طفلان ہے
ہوائے نعت آنحضرت دل بیتاب الفت مین — چراغ معرفت ہی چشم جان ہی جان ایمان ہے
رسول ہاشمی کے گیسوی مشکین پہ قربان ہون — کہ صبح فیض اس شام ہدایت سی نمایان ہی
مسلمان کی نظر مین دفتر سنت کا ہر نقطہ — دل دانش ہی نجم سعد ہی مہر سلیمان ہی
محبت آل و اصحاب نبی کی کیون نہ ہو دل مین — ہر ایک مہر ہدی ہی ماہ دین ہی نور عرفان ہی
نجات ابرار کی روز قیامت عدل سے ہوگی — گنہگاری ہماری واسطے بخشش کا سامان ہی

گدائی کوچہ رحمت فدائے شاہد سنت
تابندہ امیر الملک صدیق الحسنخان ہے

سنو صاحب مجھکو کچھ ضرورت اس امر کی نہ تہی کہ مین یہ رسالہ لکھون اسلیے کہ جو بحث مذہبی مسلمانان ہند مین ایک مدت دراز سے بابت راہ و رسم مذہب وہابی سنی جاتی ہی اوسکی دہوم دہام خاص ملک میان دوآب ہی مین رہی کبہی غلغلہ اوسکا جنوب و شمال ہند مین پایا نہین گیا خصوصاً ریاستہائے ہندوستانی ہین کہ اہل ریاست

ہمیشہ ایسے حالات سے ابتک غافل و ناآگاہ ہین لکن چند روز سے کہ ایک ملک کے آدمی اچھے بُرے دور دور سے دوسرے ملک مین آنے لگے تو وہ کاریگری اونکی کچھ کچھ اسجگہہ بھی ظاہر ہونے لگی اور نئی نئی بول چال سے تازہ تازہ لقب مذہبی بناکر جس سیدہے سادہے مسلمان کو چاہا ڈرا دہمکا کر اپنے مطلب کے واسطے بدنام کرنے لگے بھوپال کی رعیت اکثر ہندوہے تھوڑے مسلمان جو شہر مین رہتے ہین دیسی ہون یا پردیسی اونمین اَن پڑھ ہے بہت زیادہ پڑھے بہت کم ہین وہ فارسی کی شدبد نوکری چاکری کے لئے جانتے ہین مذہبی بحث سے غافل و جاہل ہین چنانچہ یہی حال ہے کہ کبھی مباحثہ مذہبی تقریراً تحریراً اس جگہہ نہین ہوا اور نہ کبھی کوئی کتاب یا رسالہ کسی شخص نے کسی مذہب کے رد مین لکھا کوئی مذہب کیون نہو فرمانروایان بھوپال کو ہمیشہ آزادگی مذاہب مین کوشش رہی جو خاص منشا گورنمنٹ انڈیا کا ہے جیسا بدین خود موسلے بدین خود لیکن چند سال سے بعض نودولتان بدانديش متوسل ریاست نے جنکو خاص میرے سبب سے کیقدر اوج موج حاصل ہوا ہے اور حسن کشی اونکا پیشہ آبائی ہے بغوائے ؎

شوربختان بآرزو خواہند — مقبلانرا زوال دولت وجاہ
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

مخبری وہابیت نسبت ریاست بڑے زور و شور سے کرکے حکام بالادست کا ناخوش کرنا مجھسے اپنی مطلب برآری کو چاہا چنانچہ ہنوز اسی خیال باطل مین دیوانے ہو رہے ہین اور جا بجا عرضی فرضی بذریعہ ڈاکخانہ بھیجتے رہتے ہین اور طرح طرح کے مضامین نئے نئے قالب مین تراشے جاتے ہین۔ یہ ساری ہوہو حق اسلئے ہے کہ مجھکو کوئی نقصان کسیطرف سے جسطرح ہو سکے پہونچے لکن جو سچا ہے اوسکو خدا ہر بلا سے بچاتا ہے اور جھوٹا اپنی سزا جزا کو یہان و وہان پہونچتا ہے

پس جب مینے دیکہا کہ یہ طوفان بے تمیزی طغیانی پر ہے اور بلاد ہندوستان کا احوال جو سنا جاتا تہا تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سب بیچ کے فقرے ہین - دولت عالیہ برٹش نے اس معاملہ مین قدیماً وحدیثاً ہر جگہہ انصاف پر نظر رکہی ہے کسیجگہہ مجرد تہمت واقترا پر کارروائی خلاف واقع نہین فرمائی بلکہ اشتہار آزادی جاری کئے اور سوائے باغیان دولت انگلشیہ کے فقط مذہب زید وعمر پر کبہی مواخذہ نہین کیا اور لایق حال ہر سلطنت کے بہی یہی ہے کہ جس کسی سے کسیجگہہ کوئی فتنہ اوٹھے اور اوسکے نزدیک اسباب بغاوت پائے جاوین اور اوسکی کوشش فساد مین ملاحظہ ہو خواہ وہ وہابی عرفی ہو یا نہو اوس سے ضرور باز پرس کیجاوے اور جسکو دشمن اوسکے نجدی مشرب یا وہابی مذہب یا لامذہب یا اور کچہہ ٹہراوین اور وہ اس سے غافل اور بعید ہو اور اُس سے بجز خیر خواہی کوئی امر بد اندیشی ومخالفت کا کبہی پایا گیا ہو وہ بیشک ہوا خواہ دوستی دوست ہے کیونکہ سب اہل تجربہ دیکہتے ہین کہ جب کوئی دشمن کسی شخص یا قوم کا ہوتا ہے اور کوئی قابو اوسکا اپنے مخالف پر نہین چلتا تو وہ اوسکو پردۂ تہمت وہابیت وغیرہ مین دشمن گورنمنٹ ظاہر کرکے نقصان پہونچانا چاہتا ہے - پہر کبہی اس حیلہ سے بوجہ ناواقفیت بعض حکام داؤ اوسکا اوس غریب غافل مزاج پر چل جاتا ہی اور نہ غالباً نزدیک حکام معاملہ فہم کے وہ بہید وکید دشمن کا کہل جاتا ہی چنانچہ وقت تحقیقات ایسے مقدمات سرکار عالیہ برٹش کو یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی ہے کہ اکثر مدعی کاذب اور مدعا علیہ صادق ہین - ایک معاملہ اسی قسم کا حال مین سنا گیا اتھا کہ جسکی تصدیق پہر اخبار پانیر سے بخوبی ہوگئی پرچہ ہشتم جنوری ۱۸۸۳ء روز دوشنبہ مین یہ عبارت لکہی گئی -

تجویز ذیل کہ جسکو گورنمنٹ ہند نے دفتر خاص مین جاری کیا ہے وہ بغرض اشتہار عام لکہی جاتی ہے کیفیات مقدمہ پر غور فرماکر اور نیز استفسار روداد مقدمہ از

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

گورنمنٹ بنگال و پنجاب و گورنر جنرل باجلاس کونسل مہربانی فرما کر فیصلہ کرتے ہین کہ کل وہ وہابیان قیدی جنکی نسبت حکم حبس دوام لعبور دریائے شور قرار پایا تہا اور جرم اونکا مدد جنگ بمقابلہ گورنمنٹ سمجھا گیا تہا اور جنکی میعاد ابتک باقی ہے اب وہ قید سے رہا کئے جاتے ہین اور اون سبکو واپسی وطن اجازت دیجاتی ہے الخ فقط

پھر دوسرے پرچہ پانیر مطبوعہ یازدہم جنوری ۱۸۸۳ء مین یہ لکہا ہے کہ تجویز جدید جو رہائی قیدیان وہابی کی ہے اوسپر اخبار ہندو پیٹریٹ نے یہ رائے اپنی بیان کی ہے کہ گورنمنٹ ہند نے عمدہ مہربانی کے کام سے شروع سال کو ابتدا کیا ہے چنانچہ اس سے نہ صرف مسلمانان ہند نے خوشی کے ساتھ تجویز گورنمنٹ کو قبول کیا ہے بلکہ عامۂ کل سکنہ ہند نے گورنمنٹ کے اس کام پر خوشی ظاہر کی ہے اس کارروائی گورنمنٹ سے ظاہر ہے کہ ہند کی حکومت نہ فقط اچھی حکمرانی کو ظاہر کرتی ہے بلکہ موقع وقت کے ساتھہ کام کرتی ہے اور اوس سے پیشتر جسکو تھوڑا زمانہ ہوا ہے جبکہ جنگ مصر پیش تہی اوسوقت بذریعہ تاربرقی لندن معلوم ہوا تہا کہ جناب لارڈ نارتبروک صاحب بہادر گورنر جنرل سابق ہند نے نسبت جملہ مسلمانان ہند کے خیرخواہ ہونا سلطنت برٹش کا ظاہر فرمایا۔ چنانچہ پانیر مطبوعہ شانزدہم اکتوبر ۱۸۸۲ء مین بابت ہیپج یعنے تقریر انتظام ملکی جناب موصوف کے جو لندن سے ذریعہ تاربرقی ۱۳ اکتوبر پہونچے تھے یہ عبارت درج کی ہے۔

کل روز لارڈ نارتبروک نے بمقام لورپول بڑی خوشی سے تقریر ذیل کو بیان کرکے ظاہر کیا کہ۔

ہندوستان کے عامۂ مسلمانون نے جو دلی خیرخواہی نسبت انگریزی کارروائی کے بمقابلہ جنگ مصر ظاہر کی ہے یہہ بڑی دلیل ہے کہ کل مسلمانان ہند دلی خیرخواہ گورنمنٹ انگریزی کے ہین۔ اب اس سے زیادہ کسکی گواہی ہوگی اسبات پر کہ ہند

(باقی آیندہ)

بقیہ پیری و مریدی

نوٹ۔ قبل اسکے کہ مین اسمضمونکا بقیہ قلم مین لاؤن اس امر کا اظہار ضروری سمجھتا ہون کہ جو کچھ مین آیندہ اس مضمون مین تحریر کرونگا وہ کسی فریق (نافی یا مثبت) کے جنسے میرا پہلے سے خطاب تہا) خطاب و جواب مین نہونگا۔ بلکہ وہ مستقل مضمون ہوگا جسمین فرضی سوالات کا جواب ہوگا اور سائل بہی کوئی شخص فرض قرار دیا جاویگا۔

پہلے مخاطبین سے قطع خطاب کی وجہ یہ ہی کہ جس غرض سے اون لوگونکو مخاطب کیا گیا تہا وہ غرض حاصل ہوگئی ہی لہذا اب اونکے خطاب و جواب کی حاجت نہین رہی **وہ غرض** یہ تہی کہ فریقین مسئلہ بیعت مین افراط و تفریط چہوڑ دین اور حق متوسط کو مان لین **فریق نافی** تفریط نکرے اور بخوف و بلحاظ اون مفاسد کے جو بیعت مروجہ زمانہ حال مین پائے جاتے ہین اصل سنت بیعت سے انکاری نہو۔ اور فریق **مثبت** افراط نکرے۔ اور اس بیعت کو مرتبہ سنت سے نہ بڑہاوے اور اوسکو آسمان پر نہ چڑہاوے اور اسمین وہ ان خصوصیات رسمیہ کو جنکا بیان نمبر سابق مین (بصفحہ ۷۱) وغیرہ ہوچکا ہے نہ گاوے سو بحمد اللہ پچھلے دو نمبرون کی اشاعت سے حاصل ہوگئی ہے فریق نافی نے تو صاف مان لیا اور یہ کہدیا ہے کہ اسباب مین جو کچھ آپنے محاکمہ کیا ہے ہم کو منظور ہے اور فریق مثبت نے بہی مضمون نمبر دوم کے اکثر مطالب سے اتفاق رائے ظاہر کیا ہے اور جو اسکے بعض مطالب مین انکو اختلاف رہا ہے اوسکو اونہون نے غیر ضروری اللحاظ و غیر مضر قرار دیا ہے اور مضمون نمبر سوم مین جن زیادتیون کو ہمنے انکے کلام کا منطوق یا مفہوم قرار دیا تہا اور اوسکی تائید مین بعض واقعات کو پیش کیا تہا ان زیادتیون سے اُنہون نے انکار کیا ہے اور انکا عین اسبات کا قرار ہے کہ ان زیادتیون کو ہم (یعنے وہ لوگ) پسند نہین کرتے اور جو مسائل و دلایل ان زیادتیون کے رد و جواب مین اشاعۃ السنۃ مین مذکور ہین

ان سے وہ بدل متفق ہین۔

ہم اس مقام مین دونون فریق کی تحریرات کو بالفاظہا بحذف زوایۂ خارج از مطلب نقل کرتے ہین اور اپنے ناظرین کو اپنی غرض کے حصول کا یقین دلاتے ہین اولاً ایک معزز مولوی صاحب نے جو گروہ فریق ثانی کے شاگرد و خواص مجلس سے ہین۔ اور ہمارے بھی دلی دوست خط ذیل لکھا۔ مکرمنا مولوی صاحب

السلام علیکم۔ آپکا محاکمہ درباب اختلاف مسئلہ بیعت فریق ثانی کہ بہ متن منظور ہے عین مبنی انصاف پر ہے خداوند تعالے آپ کی قلم کو زیادہ تر جولانی دے ۔ از طرف مولوی غلام علی صاحب بعد شکریہ السلام علیکم۔ ۸ جون ۱۸۸۳ء راقم بہادر علی خان۔

تیسرے خاکسار نے مولوی صاحب سرگروہ فریق ثانی سے بذریعہ خاص مراسلت بوساطت اپنے برادر کلانی شیخ محمد علی صاحب یہ امر دریافت کیا کہ مولوی بہادر علی خانصاحب نے جو لکھا ہے واقعی انکی رائے کے موافق ہے۔ اور اب آپ اصل بیعت کا مسنون ہونا تسلیم کرتے ہین۔ اور اسمین وہ وہی نسخ یا خصوصیت نہین کرتے؟ اسکے جواب مین مولوی صاحب ممدوح نے یہ رقعہ خاص اپنی قلم سے ارقام فرماکر ارسال فرمایا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم بخدمت شریف برادر دینی مولوی محمد حسین صاحب السلام علیکم۔ اما بعد نوازشنامہ آنصاحب بہمدست شیخ محمد علی صاحب رسیدہ موجب مفاخرت شد این فقیر بسبب بیماری لاحقہ از طرف مقابل ہرکس برطرف شدہ است و ترک گفتگو مسایل حتی الوسع کردہ ہر چہ اشاعۃ السنۃ از مولوی بہادر علی صاحب شنیدہ روبروے ایشان پسندیدہ یکدو کلمہ خورسندی بزبان بے اختیار جاری شد نہ پس این حقیر از تحقیق چیزے آنصاحب خورسند است و بحق ایشان دعا خیر میکند ۔ الراقم ابوعبداللہ قصوری

ان مولوی صاحب کا جو سالہا سال سے سنیت اصل بیعت سے انکاری تھے اور اسمین نسخ و خصوصیت کے مدعی تھے بتحقیق و محاکمہ اشاعۃ السنۃ کو پسند کرنا

اور اصل سنت بیعت کو (بخلافت زوائد رسمیہ) مان لینا مولوی صاحب کی عالی ہمتی و نیک نیتی کا مبشت ہی اور کھلی شکر گذاری کا محل ہو۔ ہم تہ دل سے مولوی صاحب کے اس رجوع بحقیق کے شکر گذار ہین اور مولوی صاحب کے لئے دعا خیر کرتے ہین اور فریق مثبت کی خدمت برادرانہ التماس کرتے ہین کہ وہ بھی مولوی صاحب کی اس عالی ہمتی و نیک نیتی کو مان لین اور انکی طرف سے کدورت دور کرین اور انکے شکریہ دعا خیر سے دریغ نہ فرماوین۔

اور فریق مثبت کے ایک سرگروہ مولوی صاحب نے جو رسالہ اثبات بیعت کے مصنف اور فریق نافی کے خصم و مقابل ہین اپنے دستخطی رقعہ مین لکھا ہے۔

مکرمی مولوی محمد حسین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پرچہ اشاعۃ السنۃ نمبر۲ جلد۶ رسید تحقیق پیری و مریدی بفہم قاصر احقر در اکثر جا بر نہج صواب افتادہ جزاکم اللہ خیراً ورد و سہ موضع قدرے اشتباہ است۔ اما رفع آن اشتباہ چندان ضروری نمیدانم کہ از لوازم بیعت اختلاف جزئی چندان مضر نیست عبدالجبار عفی عنہ

وہی مولوی صاحب اور انکے بڑے بھائی سجادہ نشین نے ایک اور خط جو پانچ صفحہ مین لکھا ہے اور اسمین ان زیادتیون سے جو نمبر سوم مین بدست آویز انکے منہ سے یا منسوق کلام اور شہادت بعض واقعات انکے نسبت بیان کئے گئے ہین انکار کیا ہے چونکہ وہ خط بہت طویل ہے اور بعض امور بحث طلب پر بھی مشتمل ہے اسلئے ہم اسکو تمامہ و بالفاظہ نقل نہین کر سکتے اسکا ماحصل بقدر ضرورت بیان کرتے ہین اسمین وہ لکھتے ہین کہ ہم بیعت تو بہ کو مثل بیعت خلافت نہین جانتے۔ اور اس بیعت کے لئے تمام عالم کے واسطے ایک شخص کو مخصوص نہین کرتے۔ بلکہ ایک شہر مین چند اشخاص کا بیعت لینا جائز سمجھتے ہین۔ اور جو ہمنے اپنے رسالہ کے

صفحہ ۱۷ مین بیعت توبہ کو مثل بیعت خلافت کہا ہے وہ بمقابلہ اس اعتراض منکرین بیعت کے (کہ بیعت توبہ سنت مستفیضہ ہے تو صحابہ آپسمین مانند السلام علیکم ہر ایک دوسرے سے کیون نہین کرتے تھے) کہا ہے جس سے ہمارے مراد یہ ہے کہ یہہ بیعت بعض اشخاص سے مخصوص ہوتی ہے ہر ایک کا کام نہین ہے جیسے نماز پڑہانی کی امامت یا حملہ کی چوہدرایت وغیرہ - یہ مراد نہین کہ ایک شخص کے ہاتہہ پر بیعت کرنے سے دوسرے شخص کے ہاتہہ پر جو اس سے افضل یا اسکی مانند ہو بیعت کرنا جایز نہین - اور اس مضمون کا خط کہ ہمارے بیعت مثل بیعت خلافت ہے ہم مین سے کسی بہائی نے نہین لکہا کسی مخالف نے بہ سبب عداوت یا کسی دوست نے فرط محبت سے ہمارے بے خبری مین لکہدیا ہو تو اسکا الزام ہمپر نہین ہو سکتا"

ہر چند عبارات رسالہ فریق مخالف (جو نمبر سابق مین مشغول ہوے ہین) اس تاویل و انکار کو جگہہ نہین دیتے (چنانچہ ناظرین ان عبارات اور ہماری تقریرات پر مخفی نہین ہے) ولیکن حسب حالت مین وہ بیان کرتے ہین کہ ہماری نیت و مراد ان عبارات سے یہ نہین (جو ان عبارات کے ظاہر معنے سے سمجہی جاتی ہے) تو ہم کو اس نقلی بحث سے (کہ تمہارے ظاہری الفاظ مین تاویل و انکار کی گنجایش نہین) کچہہ کام نہین ہے اور انکی نیت و ارادہ کے تصدیق و تسلیم مناسب ہے اس حسن ظنی و تسلیم کو ہمنے پہلے ہی ماتہہ سے نہین دیا چنانچہ نمبر سابق کے صفحہ (۹۲) مین صاف تجویز کیا ہے کہ ان لوگون نے لفظ افضل العصر حق پیرجی بے سوچے بن سمجہے بولدیا ہے اور اب بہی ہم کو اس حسن ظنی و نیک گمانی سے انکار نہین ہے - ہم اسبات کو تسلیم کرتے ہین کہ ان کا بیعت توبہ کو مثل بیعت خلافت کہنا اور بیعت عثمانی کو بیعت توبہ قرار دیا اس نیت و مراد سے

نہین ہے کہ بیعت توبہ انکے نزدیک بیعت خلافت ہے جو بجز ایک شخص کے کسی دوسرے سے جایز نہین اور نہ اونکو اپنی بیعت مین خلافت کا دعوے ہے۔ یہ الفاظ بھی انکی قلم سے بے سوچے بن سمجھے نکل گئے ہین۔ اور یہ بھی مانتے ہین کہ وہ خطوط جنکے اجرا سے اب تک انکو انکار نہین ہے انکی لاعلمی و بے خبری سے جاری ہوئے ہین۔ بالجملہ فریقین کے ان تحریرات و بیانات نے ہم کو انکے مقابلہ سے ڈھیلا اور اسبات سے مستغنی کر دیا ہے کہ ہم آیندہ اونکو مخاطب کرین اور کسی بات مین اس بیعت کے متعلق انکا تعاقب کرین۔

اور اسباب مین آیندہ مستقل بحث کرنے اور فرضی سوالات و سایل مقرر کرکے جواب دینیکی وجہ یہ ہے کہ ہمارے زمانہ اور ہماری دیار مین ان دو فریق جماعت متقین کے سوائے اور بہت لوگ ہین جو ان باتون کے قایل ہین اور ان خصوصیات رسمیہ و زیادتیون کو دین سمجھتے ہین شاید کوئی انمین سے وہی باتین پیش کرے جو ظاہر الفاظ عبارات مذکورہ سے صحیح یا غلط طور پر سمجھے جاتے ہین اسلیے مناسب ہے کہ ان باتونکا جواب دیا جاوے۔ نوٹ ختم ہوا ہے اب اصل مطلب کیطرف رجوع کیا جاتا ہے وباللہ التوفیق ۔

اگر کوئی مدعی مشروعیت خصوصیات رسمیہ بیعت یہ کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل العصر بلکہ سید البشر تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لوگون سے بیعت توبہ لیا کرتے اور خود کیسکے ہاتھ بیعت نکرتے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پیر کا افضل ہونا ضروری و شرط بیعت ہے اور پیر کو پیر ہونے کے بعد دوسرے کے ہاتھ پر بیعت کرنا جایز نہین ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افضل ہونے سے عام پیرون کے افضل ہونے کی ضرورت ثابت نہین ہوتی۔ اور عام پیرونکا قیاس سید البشر پر قیاس مع الفارق ہے ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

جنکو اصول فقہ سے واقفیت ہے وہ خوب جانتے ہین کہ فاعل یا فعل کی ذاتی خصوصیات بدون قراین و دلایل خارجیہ اسکے متعلق احکام کے شرط یا شطر (جزو) نہین ہوسکتین مدعی افضلیت پیر غور کرین تو سمجھین کہ اس بیعت توبہ کے عام مشروع ہونیکی بناسی قاعدہ پر ہے۔

اگر وہ اس قاعدہ کو نہ مانین تو انکا مخالف یہ کہہ سکتا ہے کہ اگر آنحضرت کی ذاتی وصف افضلیت کو لوگون سے بیعت لینے مین دخل ہے تو چاہیے کہ اونکے اور ذاتی اوصاف جیسے آپکا رسول ہونا سید ولد آدم ہونا۔ معصوم ہونا وغیرہ وغیرہ) کو بھی اسمین دخل ہو اور یہ بیعت آنحضرت سے مخصوص اور آپکا خاصہ ہو کیونکہ یہ صفات آپکے سوائے کسی بشر مین پائے نہین جاتے اور اسکا جواب مدعی افضلیت پیر یہ کچھ نہین دے سکتے

الحق آنحضرت کی کسی ذاتی صفت (افضلیت سیادت رسالت عصمت وغیرہ وغیرہ) کو بجز وصف آپکے متبع ہونیکے اس بیعت مین بطور شرط یا شطر ہونیکے دخل نہین ہے۔

آپکے متبع ہونیکا دخل ہمنے اسلئے مانا اور بدست آویز اسکے مرشد و رہبر کے متبع و پیرو پیگار ہونیکی شرط و ضرورت کو اسلئے تسلیم کرلیا ہے کہ فاسق و گمراہ بحکم قرآن لایق پیروی ارشاد و اقتدار و اتباع نہین ہے چنانچہ نمبر ۲ مین بصفحہ ۱۴ اسکا ثبوت دیا گیا ہے۔ اس وصف تقوے کے سوائے اور کسی صفت حضرت رسالت کو بیعت لینے کی شرط و مناط نہین ٹھہرایا جاسکتا اور نہ اس صفت کی شرط ٹھہرانے مین پیری کا آنحضرت پر قیاس ہوسکتا ہے وہ لوگ سخت غلطی اور اپنے دعوے مین تناقض کرتے ہین جو اس بیعت کو آنحضرت کی صفت رسالت کا خاصہ نہین کہتے و مع ذلک اسکو آپکے افضل ہونے یا صاحب اخلاص و احسان ہونے کا لازمہ بتاتے ہین پھر یہ بین خیال کہ ہم بھی افضل و صاحب اخلاص و احسان ہین لوگون سے بیعت لیتے ہین گو منہ سے یہ بھی کہتے ہین کہ ہم بیعت لینے کے لایق نہین یہ تو صاحبان اخلاص و احسان کا کام ہے۔ پھر ہر عیان افضلیت پیر کا

اس افضلیت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ پیر جی بعد از پیری دوسرے کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے مستغنی ہو جاتے ہین جیسا کہ آنحضرت افضلیت کے سبب اوروں کی بیعت کرنے سے مستغنی تھے فارق و رفارق کے ہوتے قیاس ہے۔ وہ لوگ خدا سے ڈرین اور یہ خیال کرین کہ رسول خدا کو تو خدا تعالے نے افضل البشر بنا دیا اور تمام مخلوق سے چن لیا انکے مثل یا انسے افضل کوئی نہ تھا اسلئے اونہون نے دوسرے کے ہاتھ بیعت نکی پیر جی کو کسنے افضل الخلایق بنا دیا جسکے سبب انکو دوسرے کے ہاتھ بیعت توبہ کی حاجت نہ رہی۔

کیا چند مریدون کی کمیٹی کے اتفاق رای سے پیر جی صاحب واقع مین افضل ہو سکتی ہین یا وہ خود اپنے آپ کو افضل العصر خیال کر سکتے ہین کہ وہ اور کسی صالح کے ہاتھ پر بیعت نکرین۔

بعض علمی عیان افضلیت پیر۔ پیر کے صاحب احسان و عرفان ہونے کی ضرورت و اشتراط پر یہ دلیل پیش کرتے ہین کہ انکے ہاتھ سے ہاتھ لگانے مین یہ اثر ہوتا ہے پس اگر پیر صاحب احسان و عرفان ہوگا تو اسکے ہاتھ مین ہاتھ دینے سے نور احسان و عرفان حاصل ہوگا۔ ورنہ اثر ظلمت پیدا ہوگا جیسا کہ نوزائیدہ لڑکے کو شیطان کے ہاتھ لگانے سے اثر ظلمت پیدا ہوتا ہے اور بوقت تولد لڑکا روتا ہے چنانچہ حدیث مین آچکا ہے۔

انکا جواب ہم پہلے بھی دے چکے ہین اور اب دوبارہ دیتے ہین کہ یہ تاثیر لمس و مماسہ و اثر صحبت نیک و بد اور شے ہے اور بیعت توبہ اور شے ہے۔ یہ اثر مماسہ و صحبت بدون بیعت بھی ہو سکتا ہے اور بیعت بدون حصول اثر مماسہ و صحبت بھی ممکن اور متصور ہے نہ وہ اسکی شرط ہے۔ نہ یہ اسکی شرط۔

صوفیہ کی تجربہ و اصطلاح سے ہم کو اسمقام مین بحث و تعرض نہین (ممکن ہے کہ وہ صحیح ہو یا غیر صحیح ہو) ہمارا دعوے یہ ہے کہ دلایل شرعیہ کتاب و سنت کے رو سے

* اگر وہ یہ کہین کہ پیر اپنے پیر کی بیعت کر لیتا ہے تب پیر بنتا ہے پھر اوسپر اور دوسرے کی بیعت نہ کرنے اور اپنے آپ کو افضل العصر سمجھنے کا الزام کیونکر صحیح ہے اسکا جواب یہ ہے کہ پیر ہو جانے کے بعد تو وہ کسی کی بیعت نہین کرتا اور نہ ایسا دوسرا خیال لوگون سے نقل کرتا ہے

اون دونون مین ملازمیت ثابت نہین۔

کسی آیہ یا حدیث مین یہ ذکر نہین کہ جس شخص کے ہاتھہ پر بیعت توبہ کوئی کرے۔ اسکا صاحب تاثیر واہل عرفان واحسان ہونا دیکھہ لے۔ اور نہ یہ ذکر کرے کہ جس صاحب تاثیر واہل عرفان واحسان کے صحبت وملازمت کا کوئی طالب ہو پہلے اسکے بیعت کرے اور نہ یہ بیان ہے کہ حصول اخلاص واحسان بدون بیعت ممکن نہین اور نہ یہ بیان ہے کہ بیعت کو حصول اخلاص واحسان لازم ہے۔

ہم کو کوئی اس مضمون کی ایک آیہ یا ایک حدیث دکھادے تو ہم اسکے کمال ممنون ہونگے مگر بے سوچے بن سمجھے اس قسم کی آیات وجعلنا منہم ائمہ یہدون بامرنا لما صبروا وکانوا بایاتنا یوقنون[1] نقل نہ کردے ایسی آیہ یا حدیث کو پیش کرے جسمین بیعت کا بھی ذکر ہو جہانتک ہم کو کتاب وسنت مین نظر ہے اس سے یہی معلوم ہے کہ بیعت اور احسان یا اخلاص دو مستقل سنتین یا سیرتین ہین۔ جو کبھی آپسمین جمع ہوجاتے ہین اور کبھی ایک دوسرے سے متفارق رہتی ہے

بہت لوگ ایسے ہین جنہون نے کسیکی بیعت نہین کی اور اونکو اخلاق واحسان حاصل ہوگیا ہے۔ بہتیرے ایسے ہین۔ جنہون نے اہل اللہ کی بیعت کی اور صحبت اوٹھائی پھر اونکو اخلاص واحسان سے محرومی رہی۔

حضرت اویس قرنی (جنکو آنحضرت نے خیر التابعین فرمایا ہے اور اونکے حقمین یہ ارشاد کیا ہے کہ اگر وہ خدا تعالے کے بھروسہ پر قسم کہالین تو خدا اونکو سچا کردے اور فرمایا اونکو ملو تو اونسے اپنے مغفرت کے لئے دعا کراوہین جو اخلاص عمل حاصل تہا وہ کس پیر کی بیعت یا صحبت سے حاصل ہوا تہا۔

دیکھو صحیح مسلم صفحہ ۳۱۱

حضرت ابوذر غفاری مین جو قبل حصول شرف زیارت نبوی اخلاص تہا جسکے اونہون نے کفار قریش سے مار کہائی اور سخت تکلیف اٹہائی

دیکھو صحیح مسلم صفحہ ۲۹۸ و ۲۹۹

[1] جنکو اپنے حکم سے رہنما امام بنایا جبکہ انہون نے صبر کیا اور ہماری آیتون پر ایمان لاتے تہے (باقی آیندہ)

انزیبل سید احمد خان بھادر کی تفسیر

اور پٹنہ کے علما

اگر یہ خبر صحیح ہے کہ پٹنہ کے علما اور فضلاء نے اون غلطیون کے استفسار کے لئے جو تفسیر احمدی مین واقع ہوئی ہین نجم الہند کو پٹنہ مین بلایا ہے اور خرچ سفر دینے کا بھی ذمہ لیا ہے تو ہم نہین کہہ سکتے کہ سید احمد خان صاحب اپنی غلطیونکی اصلاح یا الزامون سے بری ہونے کے لئے پٹنہ کا عزم بالجزم کرینگے نجم الہند نے آجتک علماء اہل اسلام مین ہر کسیکے ساتھ معارضہ نہین کیا وہ تو صرف اپنی کہدیتے ہین دوسرونکی نہین سنتے نیچرل آفیون پھونک دیتے ہین اب اوس افیون کا کارگر ہونا طبائع کی قوت انفعالیہ پر موقوف ہے۔ وہ مباحثے اور مناظرہ کی چنین اور چنان اور بہمان اور فلان سے ہمیشہ بھاگتے رہتے ہین انکا مدعا یہہ ہے کہ تم اپنا پورانا دقیانوسی راگ موقوف رکھو میرے نئے نیچرل رگن آلاپ سنو کہہ رہا ہون جنون مین کیا کیا کچھ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔ لیکن ہم اس امر کے اظہار سے بھی ہرگز نہ چوکینگے کہ ہمارے پورانے وقتون کے علماء راسخ بوڑھے نیچرل پہلوان کو مناظرے کے دنگل مین ہرگز ٹھونک نہین سکتے۔ کیونکہ جو لوگ کسی اصول کے پابند نہین ہین نہ خدا اور رسول کی کلام کو آسمانی کلام سمجھتے ہین نہ ان کے نزدیک بہشت و دوزخ ثواب و عذاب کوئی چیز ہے نہ وہ انبیا اور اولیا کا مرتبہ انسانی مرتبہ سے زیادہ سمجھتے ہین۔ نہ عقبے اُنکے آگے کوئی چیز ہے ایسی فیلسوفون کو معقول بنانا ہر ایک پورانے خیال کے ملا کا کام نہین ہے جسکے پاس تختون سے اونچے ہون اور جسکی نظر بجز قرآن و حدیث کے مختلف اقوام کی تواریخی حالت اور دوسری علوم و فنون جدیدہ پر نہ ہو سید احمد خان بھادر کو ہمارے علماء کے پورانے مصطلحات اور مسلمات سے مطلق سروکار

نہین وہ تو صرف فلسفیانہ عقلی دلایل سے کام لیتے ہین وہ بہشت دوزخ۔ سزا اور جزا اور وعدہ وعید کو جو کلام الہی مین مذکور ہین متشابہات سے بتاتے ہین۔

سید احمد خان بہادر کی توجہات مین یہ غلطی ہے کہ بعض اوقات تو اصول قرآن اور قواعد وضوابط اسلام کی اپنی تفسیر اور اپنی دوسری کلام مین پابندی کرتے ہین اور بعض اوقات سارا جہگڑا جولاہے کے تانے بانے کیطرح لپیٹ کر رکہہ دیتے ہین۔ تفسیر احمدی کو یہ کہنا کہ وہ تفسیر نیچری ہے بالکل صحیح ہے لیکن یہ کہنا کہ وہ علوم قرآن کے ٹھیک اصول مسلمہ اور قواعد وضوابط اسلام اور بانی اسلام کے منشاء کے موافق ہے بالکل غلط ہے اور اسکے ساتہہ ہی یہ سمجھنا ہے کہ اس تفسیر سے شعائر اسلام برباد ہو جائینگے اور دین اسلام مین رخنہ پڑ جائیگا بالکل غلط ہے کیونکہ تفسیر احمدی کوئی نئی تفسیر نہین بلکہ نیچری فرقہ ہر زمانے مین موجود رہا ہے اور شرایع اور مذاہب کے اصول کو ہمیشہ توڑتا رہا ہے لیکن یہ کسی سے نہین ہو سکا کہ خدانخواستہ مذہب اسلام اور شعائر اسلام کو برباد کر سکے اگر موجودہ زمانے مین اسلام کا ضعف پایا جاتا ہے تو اسکی قوی وجہ یہ ہے کہ آجکے روز ساری خدائی کے مسلمان ضعیف ہو گئے ہین۔ تمام اسلامی طاقتین بودی اور کمزور ہین۔ تمام اسلامی سلطنتون اور حکومتون سے قوت انتظامی سلب ہو گئی ہے لیکن یہ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ خواہ کیسی ہی تفسیرین شایع ہون اور لوگون کے خیالات مین کیسی ہی لغزش آجائے لیکن اسلام اپنے سچے اصول پر قایم رہیگا۔

حکما اور فیلسوف ہر زمانے مین پیدا ہوتے رہے ہین اور موجودہ زمانے مین زیادہ تر پیدا ہوتے جاتے ہین پس اس امر کی شکایت کرنا کہ نیچرل اور گن کی صدائین ہمارے کانون کی مساعد نہین ہین اور اس سے پردہ گوش اسلام کو صدمہ پہنچیگا محض لغو ہے۔

ہم حیران ہین کہ پٹنے کے علماء کن اصول کے ساتہہ سید احمد خانصاحب سے مناظرہ کرینگے سید احمد خانصاحب ایشیاء علوم وفنون بالخصوص علوم عربیہ مین چندان مہارت نہین رکہتے

اگر کیفیۃ متشابہہ کہین تو بہی خیریت ہے وہ تو انکا صرف وجود بتاتے ہین اور ذاتی وجود مٹاتے ہین۔ دیکہو اشاعۃ السنۃ نمبر (۵) جلد ۳ صفحہ ۱۵۱ وغیرہ

نہ وہ علم ادب اور فن بیان و معانی اور قرآن کی فصاحت و بلاغت سے واقف ہین نہ اون کے متعلقہ کو ہمارے اعلے درجہ کے ایشیائی فضلا کے تجربہ سے کوئی نسبت ہے۔ ہان سید احمد خانصاحب اون معلومات اور اون مصطلحات مین ہمارے بہت سے ایشیائی علما سے بڑھے ہوئے ہین جنکی رو سے اونہون نے تفسیر احمدی لکھی ہے ہم حیران ہین کہ یہ مناظرہ کن اصول پر ہوگا پٹنے کے علما اس سے زیادہ استفسار نہین کر سکتے کہ آپکی تفسیر فنون ادبیہ اور کلام آسمانی کی فصاحت و بلاغت اور اصول اسلام کے بالکل برخلاف ہے سید احمد خان فی الفور یہی جواب دینگے کہ تمہارے اصول ہی غلط ہین۔ تمہارے اگلے مفسرون کے مفسرین نے جو کچھ اجتہاد کیا ہے وہ سراسر غلط تہا۔ فصاحت و بلاغت کے قایم کرنیکے لئے جو قواعد منضبط ہوئے ہین وہ بہی ٹھیک نہین الغرض خود غلط انشا غلط املا غلط پس ایسے شخص کو ہمارے علما و نیچری دنگل مین لنگوٹا باندہکر کیونکر پچھاڑ سکتے ہین وہ تو بجز اسکے دوسری بات نہین کہہ سکتے ؎ آنکس کہ بقرآن و خبر زو نرہی + نیست جوابش کہ جوابش ندہی + ہان نیچریون اور نیچر پرستون کے لئے گو کلام الہی مبخر نہو اور جو کچھ دفتے المصاحف مین موجود ہے وہ وحی آسمانی نہو لیکن تفسیر احمدی اونکے نزدیک کرامات ہے معجزہ ہے۔ خرق عادت ہے۔ نقض قانون فطرت ہے۔ یہ ہے اور وہ ہے اور خدا جانے کیا کیا کچھ ہے۔ نیچر پرستون کو تو سید احمد خانصاحب کے وجود ماجود مین کچھ اور ہی جلوہ نظر آتا ہے تو وہ اس نیچری لعبت اور نیچری فطرتی صنم کی نیرنگیون اور جلوہ ریزیون کو دیکھہ کر بڑے نزمانے کے ساتھہ یہ شعر غنایا کرتے ہین ؎

ہمنے اُس بت مین جو دیکہا ہے نہین کہہ سکتے + کہ مبادا کہین سن پائین شریعت والے

نیچری تصویر کا لطف کوئی نیچر پرستون ہی سے پوچھے۔ یہ چاشنی ہی اور ہے یہ ذائقہ ہی دسر ہے یہ کیفیت ہی نرالی ہے وہ یہی کہتے ہین ؎ کوچہ عشق کا رستہ کوئی ہم سے پوچھے + خضر کیا جانے غریب اگلے زمانے والے + (باقی آیندہ) ش ح

ایک ہمدرد کی فریاد

مسلمانو سنو دیکہو تمہاری کیسی حالت ہے
نہ پہلی سی ریاست ہی نہ پہلی سی حکومت ہی

اوٹھاؤ پردہ غفلت کو جلدی نیند سی چوکو
کہ تڑکا ہو گیا ہے پرستار اوقف ظلمت ہی

نہ موکب ہین نہ مرکب ہین نہ گہوڑی ہین نہ جوڑی ہین
نہ حشمت ہی نہ مکنت ہے نہ عزت ہی نہ حرمت ہی

تمہاری پاس تھا جو کچھ وہ کہویا عیش و عشرت مین
نہ تن پر چیتھڑا باقی ہی اک اک ننگ ملت ہی

اگر سر کو ملے ٹوپی نہین ہے پیر کو جوتی
ملے یہ بہی تو پہر ٹکڑا نہین فاقونکی نوبت ہی

تمہین سب دیکہتی ہین طنز سی کہتی ہین جا بیجا
تمہاری واسطے ہر گوشہ گویا جائے ذلت ہی

بری کامونکی گر تشبیہہ دیتی ہین تو بس تم سے
بری باتونمین بہی مشہور ہو تم کیا بری گت ہی

بنی ہین دہوتیا پرشاد درباری مگر تم کو
نہ سرکارونمین وقعت ہی نہ دربارونمین عزت ہی

یقین جانو نہین اسمین خطا کوئی کسی کی کچہہ
تمہاری سارے کرتک ہین اور اعمالونکی شامت ہی

نہ ترکی مین نہ عربی مین نہ انگریزی مین کامل ہو
کسی صنعت کی آگاہی نہ حرفت مین لیاقت ہی

بگاڑا ایک کا ہے ایک کیا تہذیب پہیلی ہی
بہم ایک ایک دشمن اور آپسمین عداوت ہی

نہ بیٹھی باپ مین بہائی بہن مین پاتے رشتی ہین
نہ سسرے ساس نہ جورو خسر مین کچہہ محبت ہی

چراغان نکوکاری تو بالکل ٹمٹماتے ہین
زنا کی فحش کی اغلام کی چوری کی کثرت ہی

نہ کچہہ اندیشہ داور ہی نہ کچہہ پاس پیمبر ہی
جوانی پر مسلمان چٹ سی دیدیتا شہادت ہی

کسیکو کوئی کافر کوئی لامذہب بتاتا ہی
نیا ایک ایک مذہب ہے نئی ایک ایک ملت ہی

کوئی ہی نیچری کوئی وہابی* کوئی لامذہب
کہین تقلید منت ہی رواج شرک و بدعت ہی

مسلمان سچے در در جوتیان چٹخاتی پہرتے ہین
وہ جنٹلمین بنجاتے ہین جنمین کچہہ امارت ہی

بنے کالے فرنگی ڈانٹ کر پتلون اور جاکٹ
مسلمانونکے دیس اور بہیس سے صاحب کو نفرت ہی

* وہابی یا لامذہب مسلمانونمین کوئی مذہب نہین ایک دوسرے کو بطور سب و طعن وہابی ولامذہب کہتا ہے جیسا کہ وہ اسکا بدعتی و مشرک نام رکہتا ہے ۱۲

اگرچہ ملتے ہین صابون تا ثہرین و لایت زا
نہین جمتا ولیکن رنگ بس کالی ہی رنگت ہی

مسین صحبت مین ہتی ہین براندیں و ٹی ہتی ہی
نہ روزہ نہ نماز اب تو نہ طاعت نہ تلاوت ہی

اگر آئین والد ماجد ہی ملنے اونکو موٹر ہا مین
ڈئی کرسی پہ جما جزدی ہین کیسر مین نخوت ہی

یہی حالت رہی گر آئے مسلمانو تو سچ جانو
قیامت ہے قیامت ہے قیامت ہے قیامت ہی

سنو اور سر دھنو عاقل کی کیا معقول باتین ہین
چھوڑ دی نظم کی تنکر کہ کچھ کہ دی نصیحت ہی

(۲۴ ربیع الاول ۱۳۲۴ھ)

اڈیٹر کہتا ہے۔ ان ابیات مین جو مسلمانون کی دنیاوی مکنت و ثروت و دولت و حشمت کے زوال پر حسرت ظاہر کی گئی ہے اور اوسکے حصول کی ترغیب دلائی گئی ہی یہ ہمارے اُن مسلمان بہائیون دیندارون پرہیزگارون کو جنہون نے برطبق ۶ حفظت شیئاً غابت عنك اشیاء یعنی تو نے ایک چیز کو یاد کر لیا ہے اور بہت چیزین تجھے بہولی ہوئی ہین) صرف چند آیات و احادیث مذمت دنیا کو یاد کر رکہا ہے احادیث و آیات فضیلت غنا کو چشم بصیرت نہین دیکہا) ایک فضول بات معلوم ہوگی بلکہ معصیت و بد دینی دکہلائی دیگی ولیکن اگر وہ دیندار و پرہیزگار چشم عبرت و انصاف کہولین اور انبیاء سلف اور خاتم المرسلین اور اونکے خلفاء راشدین کے حالات ثروت و شوکت کو دیکہین تو اس حسرت و ترغیب کو فضول و معصیت نہ سمجہین ان حالات و فضیلت غنا کے متضمن احادیث و آیات کو ہم اشاعۃ السنۃ نمبر (۶) جلد (۱۰) مین ذکر کر چکے ہین۔ اور اسباب ایک مستقل مضمون بعنوان "دُنیا" عنقریب لکہنا چاہتے ہین جسمین ہم یہ ثابت کرنا مدنظر رکھتے ہین کہ دنیا ہی ایک ایسا آلہ یا ذریعہ ہمارے پاس ہے جو ہمین خدا سے ملا دے رسول کا مطیع بنا دے قیامت کا سامان تیار کرا دے نماز پڑہا دے روزہ رکہا دے حج کرا دے زکوۃ دلا دے۔ ہمدرد ہونا تہمیز یہ دنیا نہو تو ہم کسی کام کے نہین اور کچھ نہین کر سکتے۔

ملخص رسالہ۔ ٹی۔ جی اسکاٹ صاحب

در اثبات وجود و توحید باری عز مجدہ

اس مضمون کو اسلامی علماء اسلف و خلف (جیسے امام حجۃ الاسلام غزالی امام فخر الدین رازی رئیس المتاخرین حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی وغیرہ نے اپنی عربی تصانیف میں عمدگی و شائستگی سے بیان کیا ہے مگر آج کل کے مہذب تعلیم یافتہ لوگ اقوال غیر مذہب اشخاص سے زیادہ مطمئن ہوتے ہیں اور انگریزی طرز بیان کو زیادہ پسند کرتے ہیں لہذا ہم اس رسالہ کے بعض مضامین کو چند پرچون میں وقتاً فوقتاً نقل کرنا مناسب خیال کرتے ہیں۔ مؤلف رسالہ کہتا ہے۔

اگر کوئی آدمی میدان میں چلا جاتا ہو اور اوسے ایک پتھر ملے اور وہ پوچھے کہ یہ کہان سے آیا ہے تو کوئی کہے کہ یہ ہمیشہ سے ہے تو اوس کو رد کرنا ذرا مشکل ہے لیکن اگر وہان میدان میں کوئے گھڑی نظر آوے اور کوئی ایسا کہے کہ یہ ہمیشہ سے ہے تو عقل باور نہ کرے گی لیکن یہ جواب اگر پتھر کے حق میں کافی ہے تو گھڑی کے حق میں بھی کافی ہے مگر گھڑی کے حق میں کافی نہیں کیونکہ اسمیں حکمت پائی جاتی ہے جسکا کوئی بانی ہے مثلاً اوسمیں پہیے ہیں جو آرہ کیطرح کٹے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو چلاتے اور دو سوئیاں اور بارہ ہندسہ ہیں جو وقت بتلاتے ہیں سو یہ نتیجہ نکلیگا کہ اوسکا کوئی بانی ہے اور اس نتیجہ کو کوئی رد نہیں کر سکتا۔

۱۔ مثلاً اگر کوئی کہے کہ ہمنے کبھی گھڑی بناتے نہ دیکھا نہ کسی ایسے کو دیکھا جو بنا سکتا ہے تاہم عقل کو تسکین نہیں آتی ہے کہ کوئی بنانے والا نہیں ہے نہ کسی وقت میں یہ بنائی گئی تھی +

۲۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس گھڑی میں بعض چیزیں ایسی ہیں جو سمجھ میں نہیں

آتی ہین کہ کس مطلب کے واسطے ہین تو یہ کچھ دلیل نہین ہے کہ اسکا کوئی بنانے والا نہین کیونکہ اگرچہ بعض چیزین گھڑی مین معلوم نہین ہین کہ کس مطلب کے واسطے ہین تو بھی بعض اور چیزون سے جنکی حکمت صاف ظاہر ہے بنانے والا ثابت ہے۔

۳- اگر کوئی کہے کہ یہ گھڑی کبھی بگڑتی بھی جاتی ہے اور ٹھیک وقت نہین بتلاتی ہے تو یہ بھی کچھ اعتراض نہین ہے کیونکہ بہترے ہتیار اور حکمت کی چیزین کسی قدر نکمی ہین پر بنانے والے کے حقمین کچھ شبہہ نہین رہتا ہے کہ کسی نے نہ بنایا مثلاً اگر کنجن بگڑ جاوے تو کیکو شبہہ نہو گا کہ اسکا بنانے والا نہین ہے۔

۴- اگر کوئی کہے کہ یہ ایک شے ہے اور جیسے ہر شے کی کوئی صورت ہوتی ہے اسکی بھی کوئی نہ کوئی صورت ہو گی خلقت مین کروڑون صورتین ہین اونہین سے یہ بھی ایک ہے + گھڑی کے حقمین عقل ایسا جواب ہرگز تسلیم نہ کرے گی +

۵- اگر اعتراض کرنے والا کہے کہ خلقت مین ایک طرح کی ترتیب ہے جس سے سب طرح کی چیزین بنجاتی ہین سو یہ گھڑی بھی اوسی ترتیب سے بنگئی۔ یہ بھی کافی جواب نہین کیونکہ یہ قیاس مین نہین آتا کہ کوئی چیز فقط ترتیب سے بنی جبکہ کوئی ترتیب کرنے والا نہو +

۶- اگر کوئی کہے کہ ان حکمت کی صورت تو گھڑی مین ہے لیکن تم اسے حکمت کی صورت سو دہوکا کہاتے ہو اسکا بنانے والا نہین ہے تو عقل ہرگز تسلیم نہ کرے گی اور جہان ایسی حکمت ہے ممکن نہین کہ عقل دہوکا کہاوے

۷- اگر کوئی کہے کہ دنیا مین ایک طرح کا قاعدہ ہے جس سے چیزین اگتی وبنتی ہین جیسا کہ بیج سے پیڑ عقل اسی تسلیم نہین کرتی کہ گھڑی یون ہی بنی کیونکہ کوئی قاعدہ یا قانون بغیر کسی قاعدہ بنانے والے کے نہین ہوسکتا۔

۸- اگر کوئی کہے کہ تم نہین جانتے کہ گھڑی کیا چیز ہے یعنی اسمین بھید ہی تو بس تمہیز

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

کیا وہم ہے کہ اسکا کوئی بنانیوالا ہے یا نہین ایسے جواب سے یہ نتیجہ کہ اسکا کوئی بنانیوالا نہی ہے رد نہو گا کیونکہ گھڑی کی اتنی کاریگری معلوم ہے جس سے صاف بانی ثابت ہے۔ جاننا چاہیے کہ ناستک مت والے اس قسم کے اعتراض کرتے ہین جب کوئی خلقت کے دیکھنے سے ثابت کرتا ہے کہ خدا ہے تو ناستک مت والے اس قسم کے اعتراض کرتے ہین۔

۱- فرض کرو کہ اوس گھڑی کے دیکھنے سے ہم کو یہ معلوم ہو جاتا کہ اس سے اور گھڑیان پیدا ہوتی ہین تو دیکھنے والا ضرور تعجب کرتا کہ یہ کیسی عجب حکمت ہے کہ ایک گھڑی ہے اور گھڑیان بنتی چلی جاتی ہین ایسے عجیب سے وہ اور بھی یقین کرتا کہ ضرور اسکا بانی ہے۔

۲- وہ یہ بھی سمجھتا کہ اگرچہ ایک طور سے وہ پہلی گھڑی دوسری گھڑی کی بانی ہو تاہم اصلی بانی وہی ہے جس نے پہلی کو بنایا اور جتنی گھڑی اوس سے نکلین سبھو نکا بانی وہ ہی۔

۳- اگر وہ سوچنے لگے کہ جیسا یہ گھڑی پہلی سے نکلی ہے وہ پہلی اور کسی سے نکلی اور یون سلسلہ ہمیشہ سے جاری ہے اس سے ہرگز ثابت نہو گا کہ کوئی بانی نہین ہی یہ نتیجہ قایم رہے گا کہ کوئی بانی ضرور ہے اگر کروڑون گھڑیون تک یہ سلسلہ کوئی پہنچا دے یہ سوال ہو گا کہ انکا بانی کون ہی۔ عقل یہ چاہتی ہے کہ یہ معلوم ہو کہ یہ حکمت جو گھڑی مین پائی جاتی ہے کس سے نکلی کیونکہ بغیر حکیم اور کاریگری بغیر کاریگر اور ترتیب بغیر ترتیب کرنے والے کے نہین ہو سکتی سو یہ کہنا ایک گھڑی نے دوسری گھڑی کو بنایا کافی جواب نہین ہے۔

۴- شاید کوئی کہنے لگے کہ یہ تو ایک دور ہے کہ اس سے پیشتر کروڑون گھڑیان بنتی چلی آئین تو بھی عقل کو کچھ تسلی نہین کیونکہ عقل چاہتی ہو کہ یہ حکمت کہان سے آئی اس سلسلہ کو جا ہو جتنی دور لیجاؤ یہ نہین معلوم ہوتا کہ گھڑی بغیر بانی کے ہے اور یہان پر فقط یہ سوال نہین کہ یہ گھڑی کہان سے آئی بلکہ یہ سوال ہے کہ اسکی حکمت کہان سے حکمت ایسی چیز ہے کہ جو عقل سے علاقہ رکھتی ہے اگر کوئی مان بھی لیوے کہ یہ گھڑی

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

صفحہ ۹۰ سے لایق ملاحظہ ناظرین اخبار کوہ نور نمبر ۴۴ جلد ۳ مطبوعہ ۲ جون ۱۸۸۳ء

اشاعۃ السنۃ البنویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر چہارم جلد ششم

معہ

ضمیمہ متضمن مسایل مذہبی محدثین اہل السنۃ

بابت ماہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۳۰۰ھ مطابق ماہ اپریل ۱۸۸۳ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجہ	تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالانہ بابت رسالہ	قیمت سالانہ بابت ضمیمہ
۱	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس	للوجہ	۷
۲	خالص قیمت گورنمنٹ انگریزی و ممبران گورنمنٹ و اضافہ والا پیریوی سوسایٹی ہا	۱۰	۷
۳	عام قیمت متوسط اہل وسط	۷	۸
۴	ولیچ قیمت کم وسط جو دس بیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکھیں اور سالانہ پیشگی داخل کریں	۷	۱۲
۵	اعلیٰ قیمت بیوقعت جو دس بیہ ماہوار ہی کی آمدنی نرکھیں علیت رکھیں اور اشاعت کریں	قوانگرجت	دعا خیر

(۲) ضمیمہ سالانہ علیحدہ نہ ملیگا (۳) خط و کتابت وارسال زر یکم جولای ۱۸۸۳ء سے تا اطلاع ثانی پورے پورے عنوان و نشان مندرجہ حاشیہ سے ہونا چہیے اور ارسال زر بچوسنی آرڈر یا ہنڈی وی کے کسی صورت نہو ورنہ مہتمم ذمہ دار نہو گا۔

دفعہ دوم

اعلان عام

بعض خریداران اشاعۃ السنۃ سے بعض لوگ ہماری دوستی و رشتہ جتا کر قیمت اشاعۃ السنۃ وصول کر لیتے ہین اور وہ ہمکو نہین پہنچا تو اسلیے بعام اعلان دیتے ہین کہ کسیکو (ہمارا بہائی کیون نہ کہلاوے) ہمارا رشتہ یا نام سنکر کوئی ہمارا روپیہ ندہی براہ راست ہم کو پہنچا دے۔ جو اسکا خلاف کریگا وہ اپنے روپیہ کا خود ذمہ دار ہو گا پھر نہ سنا ہو کہ بعض لوگ ہماری طرف سے جعلی خط لوگو نکو دکھا کر ہمارے احباب خریداران سالانہ سے روپیہ وصول کرتے ہین انکی اطلاع و اعلام کیلئے یہ اعلان بارہ جاری ہوا۔

راقم ابو سعید محمد حسین از لاہور محلہ صوفیہ

مطبع مصطفائی لاہور مین

اشتہار

ہم کو تین استادون کی ضرورت ہی - ایک معلم فارسی و حساب وغیرہ کی جو کم سی کم مڈل کی جماعت کو بخوبی پڑہا سکے اور سرکاری مدارس مین اس جماعت کو پڑہا چکا ہو یا نارمل سکول یا ٹریننگ کالج کی سند امتحان رکہتا ہو -

اسکو تنخواہ بالفعل دس روپیہ ماہوار ملیگی اور اگر کسیقدر (اوسط دو گہنٹہ یومیہ) اشاعۃ السنہ کی نقل مسودہ وغیرہ کامون مین مدد دے گا تو اوسکی عوض مین پانچ روپیہ علاوہ ملینگے

دوا وستاد کتب درسیہ عربیہ معقول و منقول کی جو شرح ملا و قطبی سے اوپر کتابین پڑہا چکے ہون یا پڑہا سکین ان دونو صاحبون کو بالفعل بیس بیس روپیہ ماہوار نقد معہ کہانے کے ملینگے - اور اگر کہانا اپنا کہائین تو پچیس پچیس روپیہ نقد - انمین سے ایک صاحب ہندوستان مین صوبہ بہار کے قریب کام دینگے - دوسرے پنجاب مین لہذا مناسب یہ ہے کہ ہندوستان مین کام دینے کے لئے کوئی صاحب ہندوستانی صوبہ بہار یا ممالک مغرب و شمال کے باشندہ ہون - اور پنجاب کے لئے ہندوستانی خواہ پنجابی کوئی صاحب ہون -

جو صاحب درخواست کرین وہ اپنی اسانید امتحان یا کارگذاری کے نقول بہی درخواست کے ساتھ بہیجین - اور پہلی صاحب (معلم فارسی) اگر اشاعۃ السنہ کے کام مین مدد دینا چاہین تو اپنی خوشخطی بہی دکہاوین -

مژدہ

شائقین دین کو مژدہ ہو کہ اندنون ایک کتاب ہدایت نصاب **بستان العارفین** فقیہ ابی اللیث سمرقندی مترجم ہو کر دہلی مطبع فاروقی مین زیر اہتمام میر محمد معظم صاحب

مالک مطبع طبع ہو رہی اسکا طبع و ترجمہ عالی ہمتی و دریا دلی جناب مستغنی عن الالقاب نواب محمد عنایت خان صاحب بہادر رئیس بالیر کوٹلہ پنجاب سے ہوا ہے۔ جنکی ہمت قلب و توجہ خاطر قدیم سے اشاعت علم کیطرف متوجہ رہی ہے و تالیف کرنے اور اورون سے تصنیف کرانے کا آپ کو نہایت شوق ہے۔ چنانچہ ناظرین اخبار پر انکی یہ حالت مخفی نہین ہے۔ ایکدو دفعہ مجھے انکی مجلس مین شریک ہونے کا اتفاق ہوا۔ مینے انکی مجلس مین (جب تک رہا) مسایل علمیہ کا ذکر و استفسار اور باتون کی نسبت زیادہ پایا۔ یہ امر امراد اہل دول سے نہایت مستغرب و مغتنم ہے خدا تعالے انکے خیال مین برکت دے اور اس شوق کو روز افزون کرے۔ اس کتاب کے شایقین کو چاہیے کہ جناب ممدوح کے حقمین عروج و ترقی دینی و دنیاوی کے لئے دعا کرین۔ اور اس کتاب کی قیمت کا تصفیہ میر معظم مہتمم مطبع سے کرین۔ یا ہم پرچہ آیندہ مین اگر وہ کتاب تمام ہوگئی اس سے اطلاع کرینگے۔

نواب صاحب بہوپال اور انکی بابرکت تالیفات

اس نامور و ہر دلعزیز جامع ریاست دینی و دنیوی نے دین اسلام کے فروع و اصول مین بزبان عربی و فارسی و ہندی اسقدر تصنیفات کی کہ اداق مسایل دین جنپر خواص علماء بہی کم مطلع تھے۔ اب اکثر عوام و اوساط الناس جاننے لگ گئے ہین ہندوستان و پنجاب بلکہ عرب مین کوئی ایسی جگہہ نہوگی یا کم ہوگی۔ جہان کوئی اہل علم ہو یا علم کا ذکر و اثر ہو اور جناب ممدوح کی کوئی تصنیف وہان نہو۔ اسی نظر سے بعض علماء وقت نے انکو اس صدی کا مجدد قرار دیا ہے اور انکے حقمین یہ کہا ہے۔

مجدد العلم فی ھذا الاوان وقد ومن انقد الناس من بدع و شراک

اسوقت مین علم کا مجدد ہے۔ جسنے لوگون کو بدعت و شرک سے چہوڑایا

مشہر العلم فی بدو وفی حضر — بمنصل لدم الفجار سفاک

جنگلون اور بستیون مین علم پھیلانے والہ فاسقونکا تیر قلم سے خون بہانے والہ

مفسر الذکر بالقول المبین فقد — علا بہ فوق اعلام واملاک

قرآنکا واضح بیان سے تفسیر کنندہ جسکے سبب وہ بڑے بلند رتبہ والونپر فوقیت لیگیا

ابدی لنا فی تالیف لہ ظہرت — مقالۃ خاب منہا کل افاک

اسنے ہم کو اپنی تصانیف ظاہر و باہر مین ایسی باتین کہول دین جنسے پہوٹی ٹوٹی مین پڑے

مگر افسوس صد افسوس بعض اشخاص جنکو دین کیطرف توجہ نہین یا یون کہو کہ کم ہے اور کتب و مسایل سے مطلق آشنائی نہین۔ یا یون کہو کہ نہایت ہی کم ہے۔ جناب ممدوح کی تصانیف کی قدر نہین کرتے اور وقتاً فوقتاً اُنپر بے جا نکتہ چینیان کرتے رہتے ہین

اندنون ایک کتاب موسوم بہ "اسلام و مسلمانان" کسی صاحب مولوی محمد حسین اغلب موہانی نامی سابق اٹاچی ایڈیٹر اودہ اخبار نے تالیف کی ہے جسمین اُنہون نے مسلمانون کے اسباب ترقی و تنزل کی ایسے طور پر تفصیل کی ہے کہ اسکے اکثر مطالب جو بذریعہ اسکے ریویو ۳۳ صفحہ کے ہماری نظر سے گذرے ہین۔ ہمارا بہی صاد ہے۔

اس کتاب مین انہون نے نواب صاحب ممدوح کی تالیفات کا بہی ذکر کیا ہے اور گویا اون تالیفات کو اسباب سے تنزل حالت اہل اسلام کے اسباب سے شمار کیا ہے اور اون کی اور اونکی مولف کی نسبت یہہ چند نا ملایم الفاظ تحریر کئے ہین کہ۔

"یہہ ایک اسلام کا عالم غت ربود اور انبار بے سود تصنیفات کا مصنف ہو کر مذہبی مباحثہ (موحدون* اور حنفیون مین) اوقات ضایع کرتے اور فضول روپیہ صرف کرتے ہین"۔

یہ انکے الفاظ اس کتاب سے ریویو مندرجہ جو اخبار کوہ نور نمبر ۴۴ جلد ۳۵ مطبوعہ ۲ جون سنہ ۱۸۸۳ع

* یہ الفاظ جو بریکٹ (خطوط وحدانی) مین ہین غالباً محرر ریویو کی طرف سے بطور تفسیر لکہے گئے ہین۔ اور اگر یہ مولف کتاب کے الفاظ ہین تو کمال تعجب کے مورث ہین نواب صاحب کی تصانیف مدت العمر یہ مین کوئی کتاب یا مسئلہ ایسا نہین جسکو حنفیہ و موحدین کی مباحثہ سے خاص تعلق ہو جسکی تحقیق و کتب بینی کی یہ بساط ہو انکو نواب صاحب کی تصانیف پر نکتہ چینی کی زیبا ہے

ہمنے نقل کیے ہین اصل کتاب کو ہمنے نہین دیکھا خدا جانے اسمین کیا کیا دیتان اور بہتانکتہ چینیان جناب ممدوح اور اونکی تصانیف کی نسبت مولف کتاب سے سرزد ہوئی ہین یہ الفظ کتاب مذکور جو اس بروبو مین منقول ہین سراسر غلط و محض خلاف واقع ہین اور صاف یقین دلاتے ہین کہ جس شخص کی قلم سے یہ الفاظ نکلے ہین اسنے نواب صاحب کی مصنفات کو خواب مین بھی نہین دیکھا۔

اُن تصانیف پر گمان کرنا۔ کہ وہ مذہبی مباحثہ حنفیہ و موحدین پر مشتمل ہین صریح خلاف واقع ہے۔ نواب صاحب کی کسی کتاب مین حنفی و شافعی یا وہابی و بدعتی یا شیعہ و سنی کا مباحثہ نہین جاتا۔ کوئی ہم کو انکی کسی کتاب مین اس قسم کا ایک مباحثہ دکھا دے تو ہم سے جو ہماری قدرت کے موافق جو انعام چاہے پاوے کوئی مرد میدان ہے تو آوے۔

نواب صاحب کی کتاب تو درکنار اس قسم کے مباحثے انکی زیر حکومت ریاست مین ہونے نہین پاتے کبھی سینے سنا ہوگا کہ جیسے دہلی مراد آباد بریلی لکھنو بنارس لاہور امرتسر وزیر آباد سیالکوٹ۔ فریدکوٹ وغیرہ بلاد پنجاب و ہندوستان مین مذہبی مباحثے حنفیہ و اہلحدیث و سنی و شیعہ و وہابی و بدعتی کے ہوتے ہین ویسا مباحثہ کبھی شہر یا ریاست بھوپال مین ہوا ہو یا اس مضمون کا کوئی رسالہ نواب صاحب یا ریاست بھوپال مین کسی اور کیطرف سے نکلا ہو۔

ہان اوایل عمر مین اور زمانہ طالب العلمی کے قریب نواب صاحب نے ایک رسالہ مولود مروج کے مقابلہ مین لکھا تھا جسکا نام کلمۃ الحق الصریح فی رد المولد القبیح انہون نے رکھا تہا مگر اسوقت نواب صاحب کو یہ کمال علمی و حکمت عملی حاصل نہ تھا۔ اسوقت انکا خیال و حال و قال اس طرز مخاصمانہ سے ایسا مخالف ہوگیا ہے کہ اس مخاصمانہ رسالہ کو انہون نے اپنی تصنیفات[1] کے عداد سے نکال دیا۔ اور اپنی مصنفات کی فہرست سے خارج کر دیا ہے اس سے زیادہ واضح و روشن دلیل باہمی مناظرات سے نفرت و

[1] دیکھو انکی فہرست مولفات جو کتاب منہج الوصول کے ساتھ ملحق ہے۔ ۱۲

کراہت پر کوئی کیا کہا سکتا ہے جو نواب صاحب نے قایم کر دکھائی ہے۔

اس حالت مین نواب صاحب یا انکی تصنیفات کو مذہبی مباحثات حنفیہ و اہلحدیث کی طرف منسوب کرنا خلاف واقع نہین تو کیا ہے؟

اور ان تصانیف کی نسبت یہ کہنا کہ وہ انبار بے سود ہے یعنے اسکو مسلمانون کی قومی ترقی مین کچھ دخل نہین ہے سراسر ناواقفی اور کم فہمی پر مبنی ہے۔ یہ بات بجز اس شخص کے جو مذہب کو قومیت کا جزو نہ سمجھتا ہو کوئی نہین کہہ سکتا اور ایسا سمجھنے والا نہ صرف اپنی ناواقفی و لاعلمی سمجھنے قومیت سے ظاہر کرتا ہے بلکہ وہ اسبات کا بھی اظہار کرتا ہے کہ اسکو قومیت سے تعلق نہین ہے گو وہ قومی ترقی کا زبان سے خواہان ہو۔

جو قومی ترقی کے سچے اور دل سے خواہان ہین وہ خوب جانتے ہین کہ قومیت (نیشنلٹی) کو (مذہب اور معاشرت دونو جز سے ایسا تعلق ہے کہ ان مین سے ایک جزو بھی فوت ہو تو پھر وہان اطلاق لفظ قومیت کا محال ہو خواہ ان دونو جز کو کوئی اپنے ایک سمجھے یا لازم و ملزوم خیال کرے چنانچہ پرانے مسلمانو نکا خیال ہے اور وہ اشاعۃ السنۃ جلد دوم و سوم و چہارم کے متعدد پرچون مین مفصل و مدلل بیان ہو چکا ہے۔ خواہ ایک کو دوسرے سے علیحدہ سمجھے جیسا کہ نیو فیشن کے مہذب مسلمانون کا خیال ہے اور وہ تہذیب الاخلاق کے پرچہ ۱۵ جمادی الثانیہ ۱۳۱۲ھ مین بیان ہوا ہے۔

ان دونو باہم مختلف خیالون کی اتفاقی شہادت سے قومی ترقی کا اطلاق ہو ترقی دنیاوی پر ہو سکتا ہے اور ہونا چاہیے جسمین دنیاوی ترقی کے ساتھہ مذہبی ترقی بھی ہوئی ہو اور کم سے کم یہ کہ مذہب مین تنزل اور نقصان تو نہوا ہو۔ دیکھو اگر کوئی ہندو قوم یا شخص مسلمان ہو کر دنیاوی ترقی کرے بر سٹر ایٹ لا ہو جاوے یا ٹائی کورٹ کا جج بن جاوے تو اسکو کوئی عاقل یہہ نہین کہہ سکتا کہ اسنے قومی ترقی کی ہر کوئی

اسکو یہی کہیگا کہ اسنے اپنی قومیت سے خارج ہوکر دوسری قوم کو ترقی دی اگر ایسا ہی اگر کوئی عیسائی (قوم یا شخص) مسلمان ہوکر یا مسلمان (قوم یا شخص) عیسائی بن کر دنیاوی ترقی کرے تو اسکو کوئی عاقل نہ کہیگا کہ اسنے قومی ترقی کی ہر کوئی یہی کہیگا کہ اسنے اپنی قومیت کو نقصان و تنزل میں پہنچاکر غیر قوم کو ترقی دی ہماری اس روشن دلیل کو کوئی نہ سمجھے یا سمجھ بوجھکر نمانے تو اسوقت کے نئے فیشن کے ترقی خواہان (جنکی قومی ترقی تو اسی اسوقت اکثر لوگ مانتے ہین) کی اسپر شہادت سن لے۔

امیر اہل سید احمد خان بہادر حی آئی ای نے بھی ہمارے بیان کے قریب قریب ہی کہا ہے اور پرچہ تہذیب الاخلاق ماہ جمادی الاولے ۱۲۹۷ھ مین اسپر ناصح مشفق یا معترض کے اس سوال کہ اگر آپ کو ترقی قومی کا دعوے تہا تو آپنے اون مذہبی مسایل کو جنکو ترقی قومی مین کچھ دخل نہین (جیسے جن وملایکہ یا اسمانون کا وجود) کیون چھیڑا صرف اشاعت مضامین ترقی تجارت حرفت وصناعت پر اکتفا کیا ہوتا کے جواب مین فرمایا ہے کہ قومی ترقی تب ہی ممکن و متصور ہے جبکہ ترقی معاشرت کے ساتھہ مذہب بہی باقی رہے ورنہ بصورت نقصان و تنزل مذہب ترقی معاشرت کو ترقی قومی نہین کہا جاسکتا۔ اور اون مسایل کا جنسے ہمنے تعرض کیا ہے ایسا حال ہو کہ اگر ہم اُنسے تعرض نکرین اور اُنکی اصل حقیقت بیان کرکے اُنکی حمایت نکرین تو علوم مغربیہ یورپ سے اون مسایل کو نقصان وصدمہ پہنچے اور مسلمانون کے اعتقادمین اسلام کی طرف سے شک و تردد پیدا ہو اسلیے ہمنے اون مسایل کی حقیقت کو ایسے طور پر بیان کیا ہے کہ انکیطرف علوم مغربیہ کے مرد و صدمہ کو راستہ نہ ملے اور مسلمانون کے عقاید مذہبی مین فرق نہ آوے۔ عورتی قومی کا مانع ہے۔ یہ ہمنے **خلاصہ** کلام جناب سے شرح بیان کیا ہے اور **اصل کلام**